الذّخیرۃُ الکثِیرۃُ فِی رجَاءِ الْمَغفِرۃِ لِلْکَبِیرۃِ

ذخیرہ کثیرہ

حاجیوں کی توبہ، نوید مغفرتِ کبیرہ

تالیف

الشیخ علی سلطان محمد القاری

مترجم

مولانا محمد مختار اشرفی مدظلہ

(ناظم تعلیمات، جامعۃ النور)

تحشیّہ و تخریج

حکیم بلال رضا معروف قادری مدظلہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:32439799

نام کتاب	:	الذّخیرۃُ الکثِیرۃُ فِی رَجَاءِ الْمَغفِرۃِ لِلْکَبِیرۃِ
تالیف	:	الشیخ علی سلطان محمد القاری
مترجم	:	مولانا محمد مختار اشرفی مدظلہ
تحشیّہ وتخریج	:	حکیم بلال رضا معروف قادری مدظلہ
سن اشاعت	:	ذوالحجہ۱۴۳۲ھ/نومبر۲۰۱۱ء
تعدادِ اشاعت	:	۳۵۰۰
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

حامدًا لولیّه و مصلّیاً و مسلّمًا علی حبیبه و علی اله و أصحابه أجمعین

أَ يَا نَفسُ تُوبِیُ قَبلَ أَنُ يَنكَشِفَ الْغَطَا

وَ اُدُعٰی اِلٰی يَوُمِ النُّشُوُرِ وَ اجُزَعُ

اے نفس! توبہ کرلے قبل اس کے کہ راز فاش ہو جائے اور محشر کے دن بلا کر گھبراہٹ میں ڈال دیا جائے۔

قلبِ مؤمن کیفیت خوف ورجاء سے متصف رہتا ہے، خشیتِ الٰہی اور امید عفو وکرم باری میں اشک باری، گناہوں سے بیزاری، استغفار در شب بیداری اس کی پہچان ہوتی ہے۔

پیش نظر رسالہ مبارکہ اسی مضمون کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے، اس کے مصنف مشہور حنفی بزرگ حضرت ملا علی القاری (ت۱۰۱۴ھ) علیہ رحمۃ الباری ہیں۔ فصاحت و بلاغت اور مصنف کے منشاء کی ترجمانی سے مرقع ترجمہ کی سعادت مولانا محمد مختار اشرفی مدظلہ کے حصے میں آئی۔ اس سے قبل بھی مفید اور روح پرور حضرت کی تالیفات عوام و خواص میں مقبول ہوئیں۔ جب کہ بحکمِ استاذ نا المکرّم حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ تخریج وتحشیہ کا کام فقیر کے حصے میں آیا۔

اس رسالہ کی افادیت کو دیکھتے ہوئے جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اسے اپنے سلسلہ اشاعت کے ۲۱۱ ویں نمبر پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مصنّف، مترجم، محشّی ومخرّج اور جملہ احباب کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

بلال رضا معروف قادری

مقدمہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم

شریعت نے بعض معاصی کو کبائر کے ساتھ متصف کیا ہے اور بعض کو صغائر کے ساتھ متصف کیا ہے اور بعض معاصی کو کبائر کے ساتھ متصف کیا ہے نہ صغائر کے ساتھ، اور یہ کبائر اور صغائر دونوں کو شامل ہیں اور اس کے بیان نہ کرنے کی حکمت یہ ہے کہ انسان تمام معاصی سے بچتا رہے کہ مبادا یہ کبائر ہوں اور اس کی نظیر یہ ہے جیسے لیلۃ القدر کو مخفی رکھا اور جمعہ کی ساعت قبولیت کو مخفی رکھا، رات میں اجابت دعا کی ساعت کو مخفی رکھا، اور اسم اعظم کو مخفی رکھا۔

کوئی گناہ بنفس خویش صغیرہ نہیں ہے، صغیرہ اس وقت ہے جب اس کی اضافت دوسرے کے ساتھ ہو، تو ان میں سے کوئی صغیرہ اور دوسرا کبیرہ ہوتا ہے۔

اسی طرح طاعت ہے کہ اس حد تک پہنچے کہ اس سے بزرگ تر کوئی کبیرہ نہیں ہے اور وہ ایمان ہے اور کوئی علامت ایمان سے کبیر تر نہیں۔

علی ھذا القیاس معصیت میں کوئی معصیت کفر سے بڑھ کر کبیر نہیں تو تمام معاصی کفر کے مقابل میں صغیرہ ہیں، مگر ہر معصیت اس گناہ سے صغیرہ ہے جو اس سے برتر ہے اور ہر اس گناہ سے کبیرہ ہے جو اس سے کم تر ہے۔

اِنَّ الْمومِنَ بَيْنَ الْخَوفِ وَ الرِّجَاءِ يَرْجُوا فَضْلَ اللّٰهِ فِیْ غُفْرَانِ الْكَبَائِرِ وَ يَخافُ عَذَابَهٗ فِی الْعُفُو بِهٖ عَلَی الصَّغَائِرِ

یعنی، (اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ قول ہے کہ) مومن خوف ورجاء کے درمیان ہے، کبائر کی بخشش میں فضل کا امیدوار اور صغائر کی عقوبت میں اس کے عذاب سے ڈرتا ہے۔

قولهم فی الوعید اَجْمَعُوا اَنَّ الوَعید المطلق فی الکُفَّارِ و الوَعْدُ الْمُطْلَقُ فی الْمُحسِنِيْنَ

یعنی، اور ان کا قول کہ اجماع کہ وعید مطلق کافروں کے لئے ہے اور وعد مطلق نیکوکاروں کے لئے ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ مَاتُوۡا وَ ھُمۡ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡھِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ و النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَO خٰلِدِیۡنَ فِیۡھَا﴾ (١)

ترجمہ: بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی۔ ہمیشہ رہیں گے اس میں۔

اسی طرح فرمایا:

﴿وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ﴾ (٢)

ترجمہ: اور نیک لوگ اللہ کو محبوب ہیں۔

﴿اِنَّا لَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ مَنۡ اَحۡسَنَ عَمَلًا﴾ (٣)

ترجمہ: ہم ان کے نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں۔

﴿اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ۚ ھُمۡ فِیۡھَا خٰلِدُوۡنَ﴾ (٤)

ترجمہ: وہ جنت والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا چاہئے۔

اور مومن عاصی کافر نہیں ہوتا کہ وعید مطلق اس کے حق میں ہو جائے اور نہ محسن ہی ہوتا ہے کہ وعد مطلق اسے پہنچے تو اہل السنۃ والجماعۃ عاصی کو نہ وعد مطلق دیتے ہیں نہ ہی وعید مطلق۔ بلکہ اس کا حکم مشیت سے معلق کرتے ہیں، اگر اللہ چاہے تو اسے بخش دے اور یہ اس کا فضل ہے اور اگر چاہے تو عذاب کرے اور یہ اس کا عدل ہے۔

اور مسلمان عاصیوں میں تمام اہل السنۃ والجماعۃ اس بات پر متفق ہیں کہ ان کا حکم تین چیزوں کے درمیان دائر ہے:

(۱) مغفرت بہ مشیت (۲) مغفرت بہ شفاعت (۳) عذاب بمقدار معصیت

جیسا کہ قرآن وحدیث میں وارد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ﴾ (٥)

ترجمہ: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

١۔ البقرہ: ٢/١٦١، ١٦٢ ٢۔ آل عمران: ٣/١٣٤
٣۔ کہف: ١٨/٣٠ ٤۔ الاعراف: ٧/٤٢

﴿عَسٰٓی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (٦)

ترجمہ: قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

شفاعتی لَاَھلِ الْکَبائرِ مِنْ اُمَّتِیْ (الحدیث)

یعنی، میری امت سے کبیرہ والوں کے لئے میری شفاعت ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِھِمۡ نَارًا﴾ (٧)

ترجمہ: وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں۔

مگر اللہ تعالیٰ کے اس قول کہ

﴿اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا کَبَآئِرَ مَا تُنۡھَوۡنَ عَنۡہُ نُکَفِّرۡ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ﴾ (٨)

ترجمہ: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے۔

پس زیر نظر رسالہ اس عقیدہ کے حوالے سے دو بڑے اماموں کے اقوال کی تطبیق میں ہے جن میں ایک حافظ ابن حجر مکی رحمہ اللہ ہیں جب کہ دوسرے حنفی امام الامیر بادشاہ البخاری رحمہ اللہ ہیں۔ علامہ ملا علی القاری نے دونوں اقوال میں مطابقت پیش کی کہ نہ مطلقاً کبیرہ معاف ہوتے ہیں بغیر معافی کے اور نہ ایسا ہے کہ بشارۃ المحبوب تکفیر ذنوب میں فقط ترغیبی ہے بلکہ بعض گناہوں میں استغفار وکفارہ وقضاء ضروری ہے جب کہ بعض ذنوب اعمال صالحہ واجتناب کبائر کے سبب معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

الخادم

محمد مختار اشرفی عفی عنہ

٥۔ النساء: ٤/٤٨ ٦۔ بنی اسرائیل: ١٧/٧٩
٧۔ النساء: ٤/١٠ ٨۔ النساء: ٤/٣١

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الذّخيرةُ الكثِيرةُ فِي رجَاءِ الْمَغفِرةِ لِلُكبِيُرةِ

ذخیرہ کثیرہ

حاجیوں کی توبہ،نوید مغفرتِ کبیرہ

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے جو ہر ظاہر و پوشیدہ کا جاننے والا ہے، بخشنے والا (جس کے لئے چاہے اس کے چھوٹے بڑے گناہ بخشنے والا)۔

اور درود وسلام ہوں بصر اور بصیرتوں کے نور ﷺ پر اور ان کی آل واصحاب پر جو ستارے ہیں دائروں کے اور مار ہیں (یعنی دُور کرنے والے ہیں) منہیّات وکبائر کے۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد

رب باری کے عفو کا محتاج، علی بن سلطان محمد القاری عرض کرتا ہے۔

جب میں نے اپنے اپنے دَور کے عالی ہمت دو اماموں کے کلام کو دیکھا کہ جن میں ایک علماء شافعیہ میں سے بہت علم والے جب کہ دوسرے فضلاءِ احناف میں بہت فضیلت والے ہیں اور وہ دونوں الشیخ ابن حجر المکی اور امام میر بادشاہ البخاری ہیں، اللہ تعالیٰ اُن دونوں پر رحمت ورضوان کی بارش فرمائے اور اُن کے علوم وتقویٰ کی برکتوں سے ہمیں نفع عطا فرمائے۔

دونوں کے کلام ایک دوسرے سے بظاہر متعارض ومتناقض تھے جہاں پہلے امام نے حج مبرور کے سبب کبیرہ گُناہوں کے مٹنے، معاف ہونے کی اجمالاً نفی فرمائی تو دوسرے امام نے مطلقاً بغیر تفصیل ضروری (گُناہوں کے مٹنے اور معاف ہونے کو) کے ثابت کیا ہے۔ اور ان دونوں میں سے ایک امام کی بات (بظاہر) لوگوں کو حرج میں ڈالنے والی جب کہ دوسرے کی بات ان کو اَمن والتباس میں واقع کرنے والی ہوگئی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دونوں ہی افراط وتفریط میں واقع ہوئے ہیں۔

اور دونوں ہی (کے کلام) سے تخلیط وتخبیط حاصل ہوتی ہے کیونکہ سمعی دلائل یعنی احادیث وآثار اتنی کثرت سے ہیں جن میں اس بات پر دلالت ہوتی ہے کہ کبائر معاف کر دیئے جاتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ صغائر بھی محو کر دیئے جاتے ہیں، مگر اربابِ بصیرت یہ جانتے ہیں کہ بعض کبیرہ حقوق اللہ کے ترک سے ہوتے ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ کا ترک کرنا کہ جن کی قضاء کرنی بالا جماع لازمی ہے۔

اگرچہ توبہ کے بعد سہی جو کہ کفّارہ کی اقویٰ صورت ہے اور من جملہ حقوق سے بعض حقوق العباد ہیں جیسے قتلِ نفس اور بستیوں میں ظلماً لوگوں کے مال لینا وغیرہ۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ فقط حج کی ادائیگی اُن گناہوں کو نہیں مٹاتی بغیر نفس کی تمکین کے اور جن کا مال لیا ہے انہیں واپس کئے بغیر یا پھر موجود لوگوں سے معاف کرائے بغیر یا جن کا مال لوٹا ہے اُسے اُن سے اپنے لئے حلال کرائے بغیر، ہاں وہ کبیرہ گُناہ جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں کہ جن کی قضا نہیں ہوسکتی نہ ہی اُن کا تدارک ہوسکتا ہے جیسے شراب پینا یا اُس کی مثل۔

اور اسی طرح وہ حقوق جو بندوں سے متعلق ہیں جن کا تدارک اُن بندوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے متصور نہیں یا جن کے حقوق ہیں اُن سے اپنے لئے حلال کرانا ممکن نہیں، (۱) جب حج مبرور ہوگیا تو اُمید ہے کہ وہ گُناہ معاف کر دیئے جائیں۔

مگر ''حج مبرور'' (سے مراد) علامہ عسقلانی کی ابن خالویہ سے نقل کے مطابق ''مقبول حج'' ہے۔(۲) اور یہ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ایک مجہول امر ہے (یعنی یہ معلوم کرنا کہ حج مقبول ہے یا نہیں یہ اَمر مجہول ہے) اور ابن خالویہ کے سوا لوگوں نے فرمایا کہ حج

۱۔ جیسے کسی شخص نے دوسرے سے دھوکہ دہی کے ذریعے مال حاصل کیا پھر وہ شخص کہ جس سے دھوکہ کیا گیا فوت ہو جائے اور دھوکہ کرنے والا اُس کے ورثاء کو ادائیگی کی استطاعت نہ رکھتا ہو یا ورثاء نہ ہوں یا ہوں مگر تلاش کے باوجود نہ ملیں تو اس صورت میں اُمید ہے کہ دھوکہ کرنے والے کا یہ گُناہ معاف کر دیا جائے اگرچہ آخری دوصورتوں میں علماء کرام میت کی طرف سے اتنا مال صدقہ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

۲۔ فتح الباری، کتاب الحجّ، باب فضل الحجّ المبرور، برقم: ۱۵۲۱، تحت قوله، باب فضل الحجّ، ۴۸۷/۴

مقبول سے مراد وہ حج ہے کہ جس میں کوئی گُناہ نہ ہوا ہو (یا گناہوں کی مخالطت نہ ہوئی ہو)۔امام نووی نے اِسی کو ترجیح دی اور یہی معنی زیادہ قریب تر ہے اور فقہ کے اُصول کے زیادہ مناسب بھی، لیکن باوجود اس کے (یہ معنی) ابہام سے خالی نہیں کیونکہ کوئی شخص بھی گُناہوں کی نوع سے خالی ہونے میں مُتیقّن نہیں۔(۳)

اور کہا گیا کہ حج مبرور سے مراد وہ حج ہے کہ جس میں نہ ریاء ہو نہ سُمعہ ہو نہ رفث اور نہ ہی فسوق،(٤) اور یہ اُس معنی میں داخل ہیں جس کا پہلے تذکرہ ہوا (جس کو امام نووی نے ذکر کیا تھا)۔

اور حج مقبول کی تعریف میں کہا گیا کہ ایسا حج جس کے بعد گُناہ نہ ہو (جیسا کہ امام نووی نے ذکر کیا ہے) اور امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حج مبرور سے مراد بندہ دنیا میں زاہد ہو کر اور عُقبیٰ کی طرف راغب ہو کر لوٹے۔

امام قرطبی فرماتے ہیں وہ اقوال جو اس (حج مقبول) کی تفسیر میں ذکر کئے گئے وہ آپس میں معنی کے اعتبار سے قریب قریب ہیں اور وہ ایک ایسا حج ہے جس کے احکام پورے طور ادا کئے گئے ہوں اور اس طرح ادا ہوں جس طرح بندے سے اُس کے ادا کرنے کا تقاضہ کیا گیا یعنی مکمل یا پورے طور پر۔(٥)

اور حضور علیہ السلام سے روایت کیا گیا(٦) ''اور جس نے مال حرام سے حج کیا (یا گُناہوں کا ارتکاب کرتے ہوئے) تو جب اس نے "لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ" کہا تو اُس سے کہا جاتا ہے "لَا لَبَّيْكَ وَ لَا سَعْدَيْكَ وَ حَجُّكَ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكَ" یعنی تیری حاضری قبول نہیں

۳۔ یادرہے یہ حکم غیر نبی کے لئے ہے جیسا کہ کتب عقائد میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

٤۔ رفث سے مراد ہمبستری، یا فحش گوئی، یا عورتوں کے سامنے ہمبستری کا ذکر ہے اور فسوق سے مراد معاصی یعنی گُناہ ہیں (الهداية، كتاب الحجّ، باب الإحرام، ۲/۱۷۰)

٥۔ فتح البارى، كتاب الحجّ، باب فضل الحجّ المبرور، برقم: ۱۵۲۱، تحت قوله: باب فضل الحجّ إلخ، ٤/۳۸۷۳

٦۔ فردوس الأخبار، باب الألف، جماع الفصول منه فى معانى شتى إلخ، عن عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه، برقم: ۱۱۷۲، ۱/۱۷٦ بتغير

(کرتا) نہ تیرا دنیا و آخرت میں بھلا ہوا اور تیرا حج تیرے منہ پر مار دیا گیا۔

اور حضور علیہ السلام سے (اِسی طرح بھی) مروی ہے کہ ''جب بندہ مال حرام سے حج کرتا ہے اور ''لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا لَبَّيْكَ وَ لَا سَعْدَيْكَ حَتّٰى تَرُدَّ مَا فِىْ يَدَيْكَ" یعنی، تیری لبیک قبول نہیں اور تیرے لئے دونوں جہانوں میں خیر نہیں یہاں تک کہ تو وہ لوٹا نہ دے جو تیرے ہاتھ میں (مال حرام سے) موجود ہے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ "حَجُّكَ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكَ" یعنی ''تیرا حج تیرے منہ پر مار دیا گیا''۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ تیری کمائی حرام، تیرے کپڑے حرام مال کے، تیرا سامان حرام رزق کا لیا ہوا، تُو لوٹ جا (گناہوں سے) بوجھل بغیر اجر کے ''أَبْشِرْ بِمَا يَسُوْؤُكَ''(۷) (تیری برائیوں کا بدلہ تجھے ملے) تجھے اُن چیزوں کی خبر جس سے تجھے غم پہنچے۔

ارباب حال سے کسی نے کیا خوب کہا ؎

جب تو حج کرے ایسے مال سے جس کی اصل حرام ہو
تو نہیں حج کیا تو نے مگر حج کیا تیرے اونٹ نے
اللہ قبول نہیں فرماتا مگر پاک و طیب
نہیں ہوتا ہر حج کرنے والے کا حج مقبول(۸)

''انوار الحج'' میں (مصنّف نے خود ذکر کیا) حج کا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے جب احرام باندھا اور سواری و قافلہ جانے کے لئے تیار ہوا، آپ کا رنگ زرد پڑ گیا، بدن لرزنے لگا اور تلبیہ کہنے کی استطاعت نہ رہی، عرض کی گئی، کیا معاملہ ہوا؟ تلبیہ نہیں ادا کرتے فرمایا، مجھے خوف ہے کہ کہیں مجھ سے یہ نہ کہہ دیا جائے۔ "لَا لَبَّيْكَ وَ لَا سَعْدَيْكَ"، تیرا آنا قبول نہیں، تیرے لئے دو جہانوں کی خیر نہیں۔ جب تلبیہ پڑھی تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، اپنی اونٹنی سے نیچے گر گئے، چہرہ زخمی ہوگیا۔

۷۔ أنوار الحُجج فى اسرار الحِجج، ص۱۳۲

۸۔ أنوار الحُجج فى اسرار الحِجج، ص۱۱۲

اور اسلاف میں سے ایک بزرگ نے فرمایا: میں ذی الحلیفہ میں تھا اور وہاں ایک نوجوان احرام باندھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے میرے ربّ! میرا ارادہ تلبیہ پڑھنے کا ہے مگر ڈرتا ہوں کہ تیرا جواب "لَا لَبَّیْكَ وَ لَا سَعْدَیْكَ" نہ ہو، یہ الفاظ کئی مرتبہ دہرائے، پھر "لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ" پڑھی، آواز فضا میں بلند ہوئی اور ساتھ ہی اُس کی روح پرواز کر گئی، اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائے اور اُس کے صدقے ہم پر بھی رحم فرمائے۔(۹)

اور بعض علماء(۱۰) نے بیان کیا کہ ذوالحلیفہ میں ایک نوجوان کو دیکھا، احرام باندھا ہوا ہے اور لوگ تلبیہ ادا کرتے ہیں اور وہ تلبیہ ادا نہیں کرتا، میں نے کہا بے خبر ہوگا، تو میں اُس کے قریب ہوا، میں نے کہا: اے نوجوان! تو اُس نے کہا: لبیک، میں نے کہا پھر تلبیہ کیوں نہیں پڑھتے؟ کہنے لگا: اے شیخ! میں ڈرتا ہوں کہ جس وقت لبیک کہوں تو وہ کہیں میری ''لبیک'' پر "لَا لَبَّیْكَ وَ لَا سَعْدَیْكَ" نہ فرما دے اور یوں کہے کہ تمہارے کلام کی طرف توجہ نہیں کروں گا نہ تمہاری طرف نظرِ رحمت کروں گا۔ میں نے کہا: وہ ایسا نہیں کرے گا کیونکہ وہ کریم ہے جب ناراض ہوتا ہے تو راضی بھی ہو جاتا ہے اور جب راضی ہو تو ناراض نہیں ہوتا اور جب وعدہ فرماتا ہے تو اُسے پورا فرماتا ہے اور جب وعدہ کیا ہے تو ہمیں معاف فرما دے گا۔ کہنے لگا: اے شیخ! کیا آپ مجھے تلبیہ پڑھنے کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں، میں نے کہا: ہاں، تو وہ جلدی سے زمین کی طرف جُھکا اور پہلو کے بل لیٹ گیا، اپنے گال کو زمین پر رکھا اور پتھر اٹھا کر اپنے دوسرے گال پر رکھا اور اُس کے آنسو بہنے لگے اور یوں کہنے لگ گیا: ''لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ''، اے اللہ میں حاضر ہوں تیرے لئے عاجزی اختیار کی، اور میری یہ پچھاڑ (جنون) تیرے سامنے ہے، پھر کچھ دیر یوں ہی رہا پھر کھڑا ہوا اور چلا۔

اب بندے پر واجب ہے کہ اپنے سوال کے پورے ہونے میں اور آرزوؤں کے حصول میں ردّ و قبول، خوف و رجاء کے درمیان رہے۔

جب آپ نے یہ جان لیا تو حضور علیہ السلام کا قول پڑھیئے:

۹۔ أنوار الحُجج فی اسرار الحِجج، ص۱۳٤

۱۰۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف انوار الحُجج، ص۱۳۴ میں اس حکایت کو حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ (ت۱۳۱ھ) سے نقل کیا ہے۔

مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفَثْ وَ لَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ (۱۱)

یعنی، جس شخص نے حج کیا تو اس میں کوئی فحش بات نہ کی اور نہ ہی کوئی گناہ کیا تو حال یہ ہے کہ جب واپس لوٹے گا (تو گُناہوں سے ایسا پاک ہوگا) جیسے اُس دن تھا جس دن اُس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔

جیسا کہ امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' (۱۲) میں اور امام احمد نے اپنی ''مسند'' (۱۳) اور نسائی (۱٤) اور ابن ماجہ نے اپنی اپنی ''سُنَن'' (۱٥) میں روایت کیا۔ اس میں کبیرہ

۱۱۔ خاتم الحفّاظ امام جلال الدین السیوطی (ت۹۱۱ھ) امام طیبی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حدیث میں لفظ فاء کا عطف شرط پر ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوٹا یعنی ہوگیا (گناہوں سے پاک نومولود کی مانند) سو جائز ہے کہ حال ہو یعنی گناہوں سے برأت میں اپنی ولادت کے دن کی طرح ہوگیا (حاشية السيوطی علی السنن للنّسائی، کتاب مناسك الحجّ، باب فضل الحجّ، برقم: ۲٦۲۳، ۱۱۷/٥/۳۔ أيضاً فردوس الأخبار، باب الميم، فصل من حجّ، برقم: ٥۷۰۳، ۲٥۲/۲۔ أيضاً سنن التّرمذی، کتاب الحجّ، باب ما جاء فی ثواب الحجّ و العمرة، برقم: ۸۱۰، ٤/۲۔ أيضاً السّنن الصّغری للبيهقی، کتاب المناسك، باب قول الله ﴿فلا رفث الخ﴾، برقم: ۱٥۸۹، ٤۹۸/۱/۱۔ أيضاً السُّنن الصّغير، للبيهقی، مسند أبی هريرة، کتاب المناسك، باب قول الله ﴿فلا رفث الخ﴾، برقم: ۱٥٥۱، ٥۸/۲۔ أيضاً الأوامر و النواهی، باب الحجّ و الامر به، برقم: ۳٤۳، ص۱۰٥۔ أيضاً صحيح مسلم، کتاب الحجّ باب فضل الحجّ و العمرة و يوم عرفة، برقم: ٤۳۸/۳۲۷۰ (۱۳٥۰)، ص٦۲٦۔ أيضاً الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، کتاب الحجّ باب فضل الحجّ و العمرة، ذکر مغفرة الله جلّ و علا ما قدم إلخ، برقم: ۳٦۸٦، ٤/٦/٤۔ أيضاً الترغيب و الترهيب، کتاب الحجّ، باب الترغيب فی الحج و العمرة إلخ، برقم: (۱٦۸٦)-۲، ٦۹/۲۔ أيضاً صحيح ابن خزيمة، کتاب المناسك، باب فضل الحج الذی لا رفث إلخ، برقم: ۲٥۱٤، ۲۰۳/۲۔ أيضاً کتاب الميسّر فی شرح مصابيح السنّة، کتاب المناسك، برقم: ۱۷۳۸، ٥۸۷/۲)

۱۲۔ صحيح البخاری، کتاب الحجّ، باب فضل الحجّ المبرور، برقم: ۱٥۲۱، ۳۷٦/۱

۱۳۔ مسند الإمام احمد بن حبل، مسند أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه، ۲۲۹/۲، ۲٤۸، ٤۱۰

۱٤۔ سنن النسائی، کتاب مناسك الحجّ، باب فضل الحجّ، برقم: ۲٦۲۳، ۱۱۷/٥/۳

۱٥۔ سنن ابن ماجة، کتاب المناسك، باب فضل الحجّ و العمرة، برقم: ۲۸۸۹، ٤۱۰/۳

گناہوں کی معافی پر کوئی صریح دلالت نہیں جیسا کہ یہ بات اہل بصیرت پر مخفی نہیں کیونکہ یہ بات پہلے اور بعد میں فسق کے نہ پائے جانے کے ساتھ مشروط ہے اور ان دونوں کے درمیان کبیرہ کی معافی ثابت ویقینی ہے۔ خاص طور پر جب کہ آپ جملہ کو حالیہ قرار دیں اور اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ گناہ پر اصرار کرنے والا فاسق ہے اور کبیرہ کا مُرتکب ہے تو وہ شخص حج کی ادائیگی پر اِس جزا میں داخل نہ ہوگا حالانکہ شارع علیہ السلام سے بہت سارے مقامات پر ترغیب وترہیب کے باب میں ایسی عبارات ملتی ہیں جن کا اطلاق اُن پر ہوتا ہے اور یہ عبارات وعد ووعید میں اور نیکیوں اور برائیوں میں مبالغہ کے طور پر آئی ہیں۔

تو اعتراض کرنے والے کا اعتراض کئی وجوہ سے مندفع ہوگیا، اور کیا جس پر کبیرہ گُناہ کا بوجھ باقی ہے اُس کے لیے کہا جائے گا کہ ''وہ اِس طرح لوٹا ہے گویا اُس کی ماں نے اس کو جنا ہے''؟ اس قسم کی بات اہلِ زبان میں سے کوئی شخص نہیں کہے گا، تو فُصحاءِ عدنان کے اور قحطان کے بُلَغاء کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے کہ کس نے اُن کو خاموش کر دیا ہے!۔

اور حضور علیہ السلام کا فرمان کہ

''جس نے تلبیہ پڑھتے ہوئے دن گزارا یہاں تک کہ سورج غُروب ہوا تو اُس کے گُناہ بھی سورج کے ساتھ غُروب ہوجاتے ہیں تو وہ لوٹتا ہے جیسے اس کی ماں نے اس کو جنا ہے''۔

جیسا کہ امام احمد نے اپنی ''مُسند'' (١٦) میں اور ابو داؤد نے اپنی ''سُنَن'' (١٧) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور یہ روایت اُسی بات پر دلالت کرتی ہے جس کا ہم نے تفصیلی ذکر کیا ورنہ اِجماع تو اِس بات پر ہے کہ جس نے تلبیہ پڑھتے ہوئے دن گزارا تو اُس کے کبیرہ گُناہوں کا کفّارہ نہ ہوگا مگر یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ فضیلت عطا

١٦۔ مسند الإمام أحمد بن حنبل، تتمه مسند جابر بن عبد الله رضى الله عنه، ٣٧٣/٣۔ أيضاً سنن ابن ماجة، كتاب المناسك، باب الظّلال للمحرم، برقم: ٢٩٢٥، ٤٢٧/٣۔ أيضاً تحفة الأشراف، و من مسند جابر بن عبد الله، عبد الله بن عامر عن جابر، برقم: ٢٣٦٢، ٢٠٩/٢۔ أيضاً فتح القدير، كتاب الحجّ، باب الإحرام، تحت قوله: كانوا يلبون إلخ، ٣٥١/٢، عن جابر رضى الله عنه

١٧۔ سنن ابی داؤد میں یہ روایت ہمیں نہیں ملی۔

فرمانے کا ارادہ فرمائے، اس کی مثل باتیں ترغیب میں بہت مل جائیں گی۔

اُن میں سے ایک جس کی تخریج ابو یعلی (١٨) نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب سورج طلوع ہو اس وقت کوئی آئے اور احسن وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے اللہ اُس کی خطاؤں کو معاف فرماتا ہے اور وہ ایسا ہوجاتا ہے گویا اُس کی ماں نے اُس کو جنا ہے''۔

اور اسی طرح حضور علیہ السلام کا فرمان

''مَنْ قَضٰی نُسُکَهٗ وَ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَ یَدِهٖ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ''

یعنی، جس نے اپنا حج (منسک) ادا کیا اور اس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں تو اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

جیسا کہ عبد بن حمید نے (١٩) اِسے روایت کیا ہے، تو یہ بات اُس میں واضح ہے جسے ہم نے ثابت کیا اور مقید ہے اُس سے جو ہم نے مانا، یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ کلمہ (مَا تَقَدَّمَ) الفاظِ عموم سے ہے اور وہ صغیرہ وکبیرہ دونوں کو شامل ہے جیسا کہ معلوم ہوا۔

اور حضور علیہ السلام کا فرمان

''حج وعمرہ کرنے والے اللہ کے وفد (جماعتیں) ہیں اللہ اُن کو وہ عطا فرماتا ہے جو وہ مانگتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے اور بہتر بدل عنایت فرماتا ہے اس کا جو وہ خرچ کرتے ہیں (یعنی) ایک درہم کا بدلہ دس لاکھ درہم کے برابر ہوتا ہے''۔

جیسا کہ اسے امام بیہقی نے شعب الایمان (٢٠) میں روایت کیا ہے، پس اس میں

١٨۔ مسند أبى يعلى، مسند عمر بن الخطاب، برقم: ٢٤٩/١١٠، ص٨٦
أيضاً مجمع الزّوائد، كتاب الصّلوة، باب صلاة الضّحى، برقم: ٣٤١٦، ٩/٢۔١٣

١٩۔ المنتخب من مسند عبد بن حميد، من طريق عبيد الله بن موسىٰ عن موسىٰ بن عبيدة عن جابربن عبد الله، برقم: ١١٥، ص٣٤٨

٢٠۔ الجامع لشعب الإيمان، للبيهقى، الخامس و العشرون من شعب الإيمان و هو باب فى المناسك، فضل الحجّ و العمرة، برقم: ٣٨١٠، ١٨/٦۔ أيضاً مجمع الزّوائد، كتاب الحجّ، باب دعاء الحجاج و العمار، برقم: ٢٥٨٨، ٣٦٣/٣

شبہ نہ رہا کہ مُدّعیٰ پر کوئی دلالت نہ رہی جیسا کہ مخفی نہیں۔

اور قائل کا یہ قول کہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کبیرہ گُناہوں سے مغفرت بھی طلب کرتے ہوں گے اور مخبرِ صادق ﷺ نے مطلقاً دعا کی قبولیّت کی خبر (نوید) عنایت فرمائی پس مقصود کا فائدہ نہ رہا جو استدلال کی صلاحیت رکھتا ہے جس وقت احتمال موجود ہو، اگر چہ مقامِ ترغیب عموم پر دلالت کرتا ہے۔

اور حضور علیہ السلام کا فرمان

''جب تو بیت الحرام کے قصد سے اپنے گھر سے نکلے گا تو تیرے اونٹ کے ہر قدم رکھنے اور اُٹھانے پر تیرے لئے نیکی لکھی جائے گی اور تیری خطا مٹا دی جائے گی اور عرفہ کے دن وُقوف کرنے کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر خصوصی تجلّی فرماتا ہے اور تمہارے ساتھ ملائکہ پر فخر فرماتا ہے کہ میرے بندے دُور دُور سے پراگندہ بال لے کر میری رحمت کے امیدوار ہو کر حاضر ہوئے اور میرے عذاب سے خوفزدہ ہوئے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں تو کیا ہوتا جو مجھے دیکھتے؟ (تو اے بندوں) تمہارے گُناہ رمل (ریتی کی گنتی) کے مثل یا ایامِ دنیا کے مثل یا بارش کے قطروں کے مثل ہوئے تو اللہ تعالیٰ اس کو (تم سے) مٹا دے گا''۔

اور تمہارا رمی جمار کرنے کا ثواب اللہ کی بارگاہ میں ذخیرہ ہے اور تمہارا سر کا حلق کرنا، تو بے شک ہر بال کے بدلے میں (جو گرتا ہے حلق کروانے میں) نیکی ملتی ہے اور جب تو بیت اللہ کا طواف کرتا ہے تو تیرے گُناہ جھڑتے ہیں (گویا تو ایسا ہو گیا) جیسا کہ تجھے تیری ماں نے جنا ہے۔

جیسا کہ اسے امام طبرانی نے ''کبیر'' (۲۱) میں روایت کیا ہے، پس یہ بات مطلقاً

۲۱۔ المعجم الکبیر للطّبرنی، مجاھد عن ابن عمر، برقم: ۱۳۵٦٦، ۱۲/۳۲۵
أیضاً مجمع الزّوائد، کتاب الحجّ، باب فضل الحجّ، برقم: ۵٦٤۸، ۳/٤۵۰، ٤۵۱،
و قال البزار قدوری ھذا الحدیث من وجوہ و لا نعلم له أحسن من ھذا الطریق
أیضاً مختصر زوائد مسند البزار، کتاب الحجّ و الإعتماد، برقم: ۷۳۰، ۱/٤۳٤
أیضاً کشف الإستار، کتاب الحجّ، باب فضل الحجّ، برقم: ۱۰۸۲، ۲/۸

کبیرہ کے مٹنے پر دلالت نہیں کرتی چہ جائیکہ حقوق العباد اور مظالم بلاد کے گُناہ کے مٹنے پر دلالت کرے۔

جب کہ کہنے والے کا یہ قول کہ ''اور اس کا عموم پر دلالت کرنا زیادہ ظاہر ہے بنسبت اس کے کہ کسی پر مخفی رہے اور انکار نہیں کرے گا مگر یہ کہ معاند (حد سے بڑھنے والا) یا جاہل، پس تو اس کی پرواہ نہ کی جائے (یا اُن کو خاطر میں نہ لایا جائے) کیونکہ ترغیب کے اعتبار سے اس قسم کی تعمیمات بہت زیادہ وارد ہوئی ہیں مثلاً ایک حدیث مبارکہ ''مَنْ تَوَضَّا كَمَا أُمِرَ، وَ صَلّٰى كَمَا أُمِرَ غَفَرَ اللّٰهُ مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ''، یعنی، جس نے وضو کیا جیسا کہ حکم کیا گیا اور نماز قائم کی جیسا کہ مامور تھا اللہ مٹا دے گا اُس کے اعمالِ سیئہ جو اس سے قبل ہوئے''۔

جیسا کہ اِسے امام احمد (۲۲) ونسائی (۲۳) اور ابن ماجہ (۲٤) وابن حبان (۲۵) نے حضرت ابو ایوب اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما کی روایت سے روایت کیا ہے، اور کسی نے بھی صغائر و کبائر اور وہ مظالم جو حقوق العباد سے ہیں کے شمول کا قول نہیں کیا جیسا کہ مخفی نہیں اس شخص پر کہ اصطلاح فقہاء سے جس کو ادنیٰ سا قرب حاصل ہے۔

اور رہا حضور علیہ السلام کا فرمان

''الْحَجُّ يُكَفِّرُ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْحَجِّ الَّذِي قَبْلَهٗ''

حج کفارہ ہے (مٹاتا ہے اس کو) جو مابین دو حجوں کے ہوا۔

جیسا کہ روایت کیا اِسے ابو شیخ (۲٦) نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اگر چہ یہ ہر

۲۲۔ مسند الإمام احمد بن حنبل، حدیث أبی ایوب الأنصاری، ۵/٤۲۳
۲۳۔ سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب ثواب من توضأ کما أمر، برقم: ١٤٤، ۱/۱۱۳
۲٤۔ سنن ابن ماجۃ، کتاب إقامۃ الصّلاۃ و السنۃ فیھا، باب ما جاء فی أن الصّلاۃ کفارۃ، برقم: ۱۳۹٦، ۲/۱۷۹
۲۵۔ الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الطّھارۃ، باب فضل الوضوء، ذکر البیان بأن اللہ جل و علا إنما یغفر الخ، برقم: ۱۰۳۹، ۲/۱۸۹۔ أیضاً المنتخب من مسند عبد بن حمید، حدیث أبی ایوب الأنصاری، برقم: ۲۲۷، ص۱۰٤
۲٦۔ فردوس الأخبار، باب الحاء، برقم: ۲۵۸۱، ۱/۳۵۰ عن أبی أمامۃ
أیضاً کنز العمّال، کتاب الحجّ و العمرۃ، قسم الأقوال، برقم: ۱۱۸۳۲، ۳/۵/۷

ذنب کی شمولیت پر دلالت کرتا ہے جو کہ کبیرہ ہو لیکن علماء نے اس کو صغائر میں خاص طور پر شمار کیا ہے جیسا کہ اس کی مثالوں میں وارد ہوا ہے کہ

''ایک وضو سے دوسرے وضو، ایک نماز سے دوسری نماز اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان ایک دوسرے کے مابین (گُناہوں) کا کفّارہ ہیں''۔(۲۷)

بعض روایات میں خاص طور پر تصریح "مَا اجْتنِبَت الْکَبَائِرُ" کے ساتھ تھی کہ ''جب تک کبیرہ سے بچتا رہے''۔

اور اس بات کو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے تقویت ملتی ہے:

﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّئَاتِکُمْ﴾ (۲۸)

اور شاید یہی آیت قاضی عیاض(۲۹) و امام نووی(۳۰) وغیرہما کے قول کا مآخذ ہے کہ ''گُناہوں کی معافی عبادات میں صغیرہ کے ساتھ مختص ہے''۔

اور جب کہ یہ قول جو حضور علیہ السلام سے منسوب ہے:

''جس نے بیت اللہ کا سات پھیرے طواف کیا اور مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں ادا کیں اور آبِ زمزم کو پیا اللہ تعالیٰ اس کے گُناہوں کو معاف فرما دیتا ہے چاہے کتنے ہی ہوں''۔

۲۷۔ صحیح مسلم، کتاب الطّھارۃ، باب الصّلوٰۃ الخمس و الجمعۃ إلی الجمعۃ إلخ، برقم: ۱۶/۴۷۲ (۲۲۳)، ص۱۳۵

۲۸۔ النساء: ۴/۳۱، اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ بخش دیں گے۔(کنزالایمان)

۲۹۔ إکمال المعلّم بفوائد مسلم، کتاب الطّھارۃ، باب خروج الخطایا مع ماء الوضواء، برقم: ۳۲ (۲۴۴)، تحت الحدیث فغسل وجھه خرج من وجھه إلخ، ۲/۴۱

۳۰۔ شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب الطّھارۃ، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء، برقم: ۳۲ (۲۴۴)، تحت ھذا الحدیث و فیه: و المراد بالخطایا الصغائر دون الکبائر إلخ، ۲/۳/۱۱۴)

جیسا کہ اسے دیلمی و ابن نجار نے روایت کیا، امام سخاوی(۳۱) نے ''مقاصد حسنہ'' میں فرمایا ''لا یصحّ'' اور تحقیق کہ کثیر لوگ اس سے دھوکہ میں مبتلا ہیں۔ خاص طور پر مکہ مکرمہ میں جہاں بئر زمزم کے قریب دیواروں پر لکھی گئی تھیں اور لٹکا دیں تھیں اس کے ثبوت میں خراب و مشتبہ باتیں کہ جس کی مثل سے احادیث النبویہ ثابت نہیں ہوا کرتیں، اور علامہ منوفی نے اپنی ''مختصر'' (یعنی "الوسائل السنیه من المقاصد السخاویه" و "الجامع الزوائد الاسیوطیه") میں ذکر کیا اور اس میں کہا کہ ''یہ باطل ہے اِس کی کوئی اصل نہیں''۔

اور جب حدیث اس طور پر ہو تو مدعی کے استدلال کے لئے صحیح نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کے فضل کی وسعت اور اُس کے فضل کی اُمید جو کہ اعلیٰ ہے کہ علم کے باوجود۔

مگر ایسے کبیرہ گُناہوں کی معافی کا یقین کہ جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں شامل ہوں اس طرح کی حدیث سے اور وہ بھی صرف ایک فعل کے ارتکاب سے تو یہ علماء کے حال سے بعید ہے اور فقہاء کے قوانین سے مستبعد ہے اور کم عقلوں کے لئے بڑی جرأت کا باعث ہے اور رہا حضور اکرم ﷺ کا قول ''تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَ الْعُمْرَۃِ'' اِلخ، حج و عمرہ کو پے در پے ادا کرو کہ بے شک یہ دونوں فقر و ذنوب کو مٹانے والے ہیں جس طرح بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو صاف کرتی ہے۔ اور حج مقبول کا ثواب سوائے جنت کے اور کچھ نہیں (یعنی اس کا ثواب صرف جنت ہی ہے)''۔

اسے احمد(۳۲) و ترمذی(۳۳) و نسائی(۳۴) نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

۳۱۔ المقاصد الحسنة، حرف المیم، برقم: ۱۱۴۴، ص۴۲۴۔ أیضاً کنز العمّال، کتاب الحجّ و العمرۃ، الفصل الرابع فی الطّواف و السعی، برقم: ۱۲۰۰۹، ۲۱/۵/۳ بتغیر۔ أیضاً اتقان ما یحسن من الاخبار الواردۃ علی الألسن، باب المیم، برقم: ۱۹۴۷، ص۴۶۹ بتغیر۔ أیضاً الشذرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ، حرف المیم، برقم: ۹۷۷، ۲/۱۷۷

۳۲۔ المسند للإمام أحمد، ۱/۱۵۵

۳۳۔ سنن الترمذی، کتاب الحجّ، باب ما جاء فی ثواب الحجّ و العمرۃ، برقم: ۸۱۰، ۲/۴

۳۴۔ سنن النّائی، کتاب مناسك الحجّ، باب فضل المتابعة بین الحجّ و العمرۃ، برقم: ۲۶۲۷، ۱۱۸/۵/۳۔ أیضاً تحفة الأشراف، مسند عبد الله بن مسعود، عاصم بن ابی

روایت کیا اورنہیں ہے اس روایت میں سوائے اس کے کہ گُناہ پگھلا کر بہا دیئے جاتے ہیں
اور یہ بات ایسی ہے کہ جس پر علماء متفق ہیں جیسا کہ فرمایا گیا کہ بے شک (حج) صغیرہ
گُناہوں کومٹانے والا ہے اگر گُناہ نہ ہوں تو کبیرہ گُناہوں میں تخفیف کی جاتی ہے اور تیرے
پاس دونوں ہی نہ ہوں تو وہ درجات کی بلندی کا سبب ہیں جیسے کہ انبیاء واولیاء کے لئے ہوتا
ہے۔اور مبرور (حج) کا معنی تونے جان لیا۔

پس حضور ﷺ کے فرمان ''لَیسَ لِلُحَجَّۃِ الْمَبْرُوْرَۃِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّۃَ'' میں اس
کی طرف اشارہ ہے کہ اِس کا ثواب کثیر ہے جس کی انتہا نہیں اور اس ثواب کا کمال صرف
جنت ہی میں حاصل ہوتا ہے اور اِس میں اُس کے حسن خاتمہ کی طرف اشارہ ہے اور بے
شک اس میں کبائر کی معافی پر ہرگز کوئی دلالت نہیں ہے۔

اور حدیث پاک صاحبِ لولاک ﷺ کہ

''جس نے میت کی طرف سے حج کیا تو اس کا ثواب میت کے لئے لکھا
جاتا ہے اور حج کرنے والے کے لئے آگ سے نجات لکھی جاتی ہے''۔

جیسا کہ دیلمی (۳۵) نے روایت نقل کی پس یہ ترغیب کے باب سے ہے اور محمول کی
گئی صاحب کبیرہ کے لئے (برأة من النار الموبدة) ابدی نار سے برأۃ پر یا مقید کی گئی
ابدی نار سے برأۃ پر کہ یہ مشیت کے تحت میں ہوتی ہے۔

اور رہا حضور ﷺ کے اس قول کا معنی کہ (۳۶)

النجود، برقم: ۹۲۷۴، ۴۷/۷۔ أيضاً سنن ابن ماجة، كتاب المناسك، باب فضل
الحجّ و العمرة، برقم: ۲۸۸۷، ۴۰۸/۳ عن عمر رضی الله تعالیٰ عنه۔ أيضاً الأوامر و
النواهی، باب الحج و الأمر به، برقم: ۳۴۴، ص۱۰۵۔ أيضاً الإحسان بترتيب
صحيح ابن حبان، كتاب الحجّ، باب فضل الحجّ و العمرة، برقم: ۳۶۸۵، ۳/۶/۴۔
أيضاً صحيح ابن خزيمة، كتاب المناسك، باب الأمر بالمتابعة بين الحج و العمرة
إلخ، برقم: ۲۵۱۲، ۱۲۰۲/۲۔ أيضاً كتاب الميسّر فی شرح مصابيح السنّة، كتاب
المناسك، برقم: ۱۷۵۵، ۵۸۸/۲

۳۵۔ فردوس الأخبار، باب الميم، برقم: ۵۷۱۱، ۲۵۳/۲

۳۶۔ یہ میر بادشاہ کا استدلال ہے۔

''بے شک ملائکہ حج کا سفر اختیار کرنے والے سے مصافحہ کرتے ہیں اور
پیدل حج کرنے والوں سے معانقہ (گلے ملنا) کرتے ہیں''۔

جیسا کہ ابن ماجہ (۳۷) نے روایت کیا ہے پس عقلمند اس میں گناہوں کی بخشش پر
دلالت تصور نہیں کر سکتا، اور کسی کا یہ کہنا کہ اور کیا اُس سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں اور گلے
ملتے ہیں جو کبیرہ گُناہ کا مرتکب ہو؟۔

استدلال کے وقت یہ جھگڑا معتزلہ کا پیدا کردہ ہے اور گمراہ کرنے کے لئے یہ شیطان
کا فساد ہے، جب کہ جائز ہے ملائکہ کی ملاقات اہل طاعات کے لئے ہو اگرچہ اُن کے کچھ
معاصی بھی ہوں۔

اور رہا حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کا معنی کہ (۳۸)

''بے شک اللہ کے گھر کو تعمیر کرنے والے وہ اللہ والے ہیں''۔

جیسا کہ اسے عبد بن حمید (۳۹) نے اور ابو یعلی (۴۰) نے اپنی ''مسند'' میں اور طبرانی نے
''اوسط'' (۴۱) میں امام بیہقی نے ''سُنَن'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے پس
اِس کی مثل اور بھی وارد ہوئیں ہیں کہ ''أَهْلُ الْقُرآنِ أَهْلُ اللّٰهِ وَ خَاصَّةٌ'' (۴۲) سے ہیں۔
اور کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ یہ سب مطلقاً کبائر سے پاک ہو گئے تو کہنے والے کا یہ

۳۷۔ سنن ابن ماجہ میں یہ روایت ہمیں نہیں ملی۔

۳۸۔ یہ میر بادشاہ کا استدلال ہے۔

۳۹۔ المنتخب من مسند عبد بن حميد، مسند أنس بن مالك، برقم: ۱۲۹۱، ص۳۸۷

۴۰۔ مسند أبی يعلی، مسند أنس بن مالك، ثابت البنائی عن أنس

۴۱۔ المعجم الأوسط، للطبرانی، من اسمه إبراهيم، برقم: ۲۵۰۲، ۵۸/۲۔أيضاً مجمع
الزّوائد، كتاب الصّلوة، باب لزوم المساجد، برقم: ۲۰۳، ۱۰۲/۲۔ أيضاً كنز
العمّال، كتاب الحجّ و العمرة، باب فی فضائل الحجّ إلخ، برقم: ۱۱۷۸۸، ۴/۵/۳۔
أيضاً كشف الأستار، كتاب الصّلوة، باب فی عمار المساجد، برقم: ۴۳۳، ۲۱۷/۱

۴۲۔ سنن ابن ماجة، المقدمة، باب فضل من تعلّم القرآن و علمه، برقم: ۲۱۵، ۱۳۱/۱۔
أيضاً تحفة الأشراف، من مسند أنس بن مالك، بديل بن ميسرة العقيلی عن انس،
برقم: ۲۴۱، ۹۸/۱

کہنا کہ کیا جس پر کبیرہ گناہ ہوں وہ اہل اللہ ہوسکتا ہے'' باطل ہوگیا۔

اور جب کہ اس حدیث کا معنی کہ

''جب تو کسی حاجی سے ملے تو اُس کو سلام کر اور اُس سے مصافحہ کر اور اُس سے عرض کر کہ وہ تیرے لئے مغفرت کی دعا کرے قبل اِس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو بے شک وہ تیرے لئے مغفرت کا سبب ہوگی''۔

جیسا کہ اسے احمد نے اپنی ''مسند'' (٤٣) میں روایت کیا، پس اس کا معنی ہے کہ وہ فی الجملہ مغفور لہ ہے ورنہ فی الجملہ اُس سے گناہ کا ارتکاب ہونا متصور ہوتا ہے رجوع کے بعد دوبارہ گناہ میں ملوث ہونے سے قبل (وہ مغفور لہ ہے) پس حدیث اپنے اطلاق پر نہیں۔

اور رہا حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول کہ ''حضور علیہ السلام کا فرمان ''رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ'' اس کا ظاہر صغیرہ وکبیرہ کی معافی ہے اور (حقوق العباد سے) چھوٹے موٹے اعمال کی بھی معافی ہے۔

اور یہ عباس بن مرداس کی حدیث کے بہت زیادہ قوی شواہد میں سے ہے جو کہ اس سے واضح ہے اور اس کے لئے شاہد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ہے جو ''تفسیر طبری'' (٤٤) میں ہے، (٤٥) پس وہ جس پر انہوں نے فرمایا کہ یہ ظاہر ہے'' (یعنی یہ حدیث ظاہر ہے) لیکن اس سے وہ حدیث معارض ہے جو حقوق العباد میں وارد ہوئی کہ اللہ تعالیٰ حقوق العباد معاف نہیں فرمائے گا جب تک کہ ادا نہ کر دیئے جائیں چاہے حقیقتاً ہوں یا حکماً جیسا کہ ہم نے پہلے ثابت کیا اور مزید اس کا بیان آگے آئے گا، باوجود یکہ اہل السنّۃ کا مذہب ہے کہ شرک کے سوا سب اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے تحت ہے (٤٦) اور یہ کلام کرنا کہ

٤٣۔ مسند الإمام احمد بن حنبل، تتمة مسند عبد الله بن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما، ١٢٨/٢

٤٤۔ جامع البيان عن تأويل آى القرآن المعروف بتفسير الطّبرى، سورة النساء، الآية: ٤٨، برقم: ٧٦٩٥، ١٥٩/٤

٤٥۔ فتح البارى شرح صحيح البخارى، كتاب الحجّ، باب فضل الحج المبرو، برقم: ١٥٢١، تحت متن الحديث رجع كيوم إلخ، ٤٨٨/٣/٤

٤٦۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے ﴿و يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النساء: ٤٨/٤)

مغفرت یقینی ہے یہ تو ائمہ کے قواعد کے منافی ہے۔

ہاں، دلالتِ ظاہرہ سے معافی کے عموم سے اُمید کا غالب ہونا یہ اخذ کیا جا سکتا ہے اور باقی رہا امام ابن ہمام کا قول جو ''فتح القدیر'' (٤٧) شرح ہدایہ میں ہے صاحب ہدایہ کے قول کے قریب ہے کہ حضور علیہ السلام نے اِس مَوقف (٤٨) میں اُمت کے لئے بہت دعا کی تو سب قبول ہوئیں سوائے خون اور مظالم (ظلم) کے۔

اور بے شک اس کو ابن ماجہ نے اپنی ''سنن'' (٤٩) میں عبداللہ بن کنانہ ابن عباس بن مرداس سے روایت کیا کہ اُن کے والد نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لئے عرفہ کی رات دعا فرمائی تو ارشاد ہوا کہ ''بے شک میں نے ان کو معاف کر دیا سوائے ظلم کے، بے شک میں مظلوم کے لئے ظالم کے اعمال سے (حصہ) دلواؤں گا''۔

تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ''اے ربّ! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت عطا فرما دے اور ظالم کو بخش دے تو عرفہ کی رات کوئی ارشاد نہ ہوا۔ پس مزدلفہ کی صبح دعا کا اعادہ فرمایا تو دعا قبول ہوگئی''۔ کہا کہ پھر حضور علیہ السلام ''ہنسے'' یا کہا کہ ''مسکرائے'' تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''میرے ماں باپ آپ پر قربان''! اِس ساعت میں آپ مسکرا رہے تھے کہ جس میں آپ مسکراتے نہیں ہیں، (کیا چیز تھی جس نے آپ کو ہنسایا) ''اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا (مسکراتا) رکھے''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بے شک اللہ کے دشمن ابلیس (لعنۃ اللہ علیہ) نے جب جانا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور میری اُمت کو بخش دیا تو اس نے مٹی اٹھائی اور اپنے سر پر ڈالتے ہوئے ''واویلاہ'' (٥٠) ہلاک ہوگیا ہلاک ہوگیا کہنے لگا تو مجھے اس کی جزع (گریا وزاری) نے ہنسایا۔

اس روایت کو ابن عدی (٥١) نے روایت کیا اور کنانۃ سے علّت بتائی اور اس کو امام

٤٧۔ فتح القدير، كتاب الحجّ، باب الإحرام، تحت قوله: فاستحيب له إلخ، ٣٧٤/٢

٤٨۔ یہاں موقف سے مراد عرفات ہے جیسا کہ آئندہ سطور میں مذکور حدیث شریف سے واضح ہے۔

٤٩۔ سنن ابن ماجة، كتاب المناسك، باب الدعاء بعرفة، برقم: ٣٠١٣، ٤٧٢/٣

٥٠۔ یہ وہ شخص کرتا ہے جس کو شدید حزن پہنچا ہو۔

٥١۔ الكامل فى ضعفاء الرجال، من اسمه كنانة، ١٦٠٨/١٠، كنانة بن عباس بن مرداس، ٢١٤/٧۔ أيضاً مجموعه رسائل ابن عساكر، املاء فى فضل يوم عرفة، برقم: ٩، ص ١٥٥

بیہقی نے روایت کیا ہے، اورفرمایا کہ اِس حدیث کے لئے کثیر شواہد موجود ہیں جس کو ہم نے کتاب ''الشعب'' (۵۲) میں ذکر کیا ہے اگر یہ حدیث شریف اپنے شواہد کے ساتھ ''صحیح''، ہوتو اس میں حجت ہے اوراگر ''صحیح'' نہ ہوتو پس تحقیق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ (۵۳)

اور بندوں کے ایک دوسرے پر (گُناہ میں) شرک سے کم ہیں۔انتہی

پس میں کہتا ہوں بے شک بخاری (۵٤) وابن ماجہ (۵۵) نے اِس حدیث کے دو راویوں کوضعیف قرار دیا ہے، ابن جوزی (۵٦) نے کہا کہ یہ صحیح نہیں ہے اس میں عبدالعزیز منفرد ہیں ان میں سے کسی نے موافقت نہیں کی، ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ توہم وگمان کی

۵۲۔ الجامع لشعب الإیمان، الباب الثامن من شعب الإیمان، فصل فی القصاص من المظالم، برقم: ۳٤۰، ۵۲٤/۱

۵۳۔ النساء: ٤۸/٤، اورکفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے (کنز الایمان)، صدر الافاضل بدرالمماثل مفتی نعیم الدین مرادآبادی متوفی ۱۳٦۷ھ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں، معنی یہ ہیں کہ جوکفر پر مرے اس کی بخشش نہیں اس کے لئے ہمیشگی کا عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو وہ خواہ کتنا ہی گناہگار مرتکب کبائر ہو اور بے توبہ بھی مرجائے تو اس کے لئے خلود (ہمیشگی) نہیں، اس کی مغفرت اللہ کی مشیت میں ہے چاہے معاف فرمائے یا اس کے گناہوں پر عذاب کرے، پھر اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے (خزائن العرفان)

۵٤۔ کتاب التاریخ الکبیر، باب الکاف، باب کنانة، برقم: ۱۰۱۵/۱۰۳۵۳، ۱۱۹/۷۔ أیضاً تهذیب الکمال فی اسماءِ الرجال، کنانة بن عباس بن مرداس السلمی، برقم: ٤۹۹۸، و قال المزی، قال البخاری و لم یصح، ۲۲٦/۲٤۔ أیضاً کتاب الضّعفاء الکبیر للعقیلی، برقم: ۱۵٦۳، کنانة بن عباس إلخ، حدثنی اٰدم قوله: سمعت البخاری، قال البخاری: و لم یصحّ، ۱۰/٤ ملخصاً۔ أیضاً الترغیب و الترهیب، کتاب الحجّ، باب الترغیب فی الوقوف بعرفة و المزدلفة إلخ، برقم: (۱۸۰۱)۔۵، (۱۸۰۲)۔ ٦، ۱۰۰/۲، امام منذری نے بھی آیت کریمہ تک امام بیہقی کے حوالے سے اس حدیث کی جرح وتعدیل بیان کی۔

۵۵۔ سنن ابن ماجة، کتاب المناسك، باب الدّعاء بعرفة، برقم: ۳۰۱۳، ٤۷۲/۳

۵٦۔ کتاب الموضوعات، لابن الجوزی، کتاب الحجّ باب عموم المغفرة للحاج، ۱۲۷/۲، ابن جوزی کا یہ کلام اس باب میں حدیث اول کے تحت مذکور ہے، مصنف علیہ الرحمہ کو نقل میں غالباً وہم ہوا ہے، حدیث دوم مصنف کی ذکر کردہ حدیث ہے جس میں عبداللہ بن کنانہ ہے جس کے بارے میں ابن حوزی کا کلام یہ ہے: و اما الحدیث الثانی فقال ابن حبان، کأنه منکر الحدیث جداً فلا ادری التخلیط منه أو من ابن إلخ

بنیاد پر حدیث بیان کرتے ہیں تو اُن سے حُجت پکڑنا باطل ٹھہرا۔

پھر ظاہر کی یہ حدیث کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنی امت کے لئے دعا فرمائی مطلقاً بغیر کسی قید کے کہ اُس نے حضور علیہ الصّلوٰۃ السّلام کے ساتھ حج کیا ہے یا نہیں پس روایت کی صحت پر اُمت کے بعض لوگوں کے گُناہوں پر محمول ہے جیسا کہ احادیث آئی ہیں، وہ متواترہ سے قریب تر ہیں۔

اِس اُمت کے بعض گُناہگار جہنم کے عذاب میں ایک مدّت تک ڈالے جائیں گے پھر شفاعت کے سبب نکالے جائیں گے، اس وضاحت سے وہ مناقضہ، جو حافظ المنذری (۵۷) نے ابن مبارک سے انہوں نے سفیان الثوری سے، انہوں نے الزبیر بن عدی سے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا دُور ہوجاتا ہے، فرمایا:

حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام نے عرفات میں وُقوف فرمایا اورقریب کہ سورج غُروب ہونے کے قریب ہوا تو، فرمایا: اے بلال! لوگوں کو خاموش کراؤ۔

پس حضرت بلال کھڑے ہوئے، اور کہا کہ حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام کی بات سماعت کرنے کے لئے خاموش ہوجاؤ تو لوگ خاموش ہوگئے، پس حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام نے فرمایا:

''اے لوگوں کے گروہ! میرے پاس ابھی ابھی جبرئیل تشریف لائے تھے پس میرے ربّ کی طرف سے مجھے سلام پیش کیا اور کہا، بے شک اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ نے اہلِ عرفات اور اہلِ مزدلفہ کی بخشش فرمادی اور لاحقات کو اپنے ذمہ کرم پر لے لیا''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اورعرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا یہ ہمارے لئے خاص ہے؟ فرمایا کہ ''یہ تمہارے لئے ہے اور قیامت تک تمہارے بعد جو بھی آئے اُس کے لئے ہے''۔

تو (یہ ارشاد سُن کر) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے ربّ کی طرف سے بھلائیاں کثیر ہیں اور بہت اچھی بھی ہے۔

پس یہ بظاہر عموم مدّعیٰ پر دلالت کرتی ہیں لیکن دلائل کو جمع کرے ہوئے یہ تمام لوگوں کی مغفرت پر محمول ہوسکتی ہے۔ باوجود اس کہ اس میں اہلِ وقوف عرفہ میں ہر فرد پر دلالت نہیں ہے خاص طور پر جن پر اللہ کے حقوق کی ادائیگی باقی ہو یا ممکنہ طور پر نفس کے

۵۷۔ الترغیب و الترهیب، کتاب الحجّ، باب الترغیب فی الوقوف بعرفة و المزدلفة إلخ، برقم: (۱۸۰۳)۔۷، ۱۰۰/۲

حقوق العباد میں کوتاہی پر مرتکب ہوا ہو یا اہل بلاد سے کئی واقعات میں (محرمات کو) حلال کرنے کا خواستگار ہو تو یہ اس مسئلہ میں نص واقع نہیں ہوگی، تو ان روایتوں کو جمع و تطبیق کرتے ہوئے مناسب یہی ہے کہ تبعات سے مراد صغیرہ گناہ لئے جائیں۔

اور بے شک علامہ تورپشتی جو کہ ہمارے اماموں میں سے ہیں (رحمہم اللہ) اپنی کتاب ''شرح مصابیح'' (٥٨) میں فرماتے ہیں ''إِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ مُطْلَقاً'' یعنی، بے شک اسلام مٹا دیتا ہے جو کچھ اس (اسلام) سے قبل کسی نے کیا، مطلقاً ظلم ہو یا اس کے سوا صغیر ہو یا کبیرہ۔ اور ھجرۃ و حج بے شک یہ دونوں مظالم کو نہیں مٹاتے اور پس ان میں ہم قطعی طور پر اُن کبائر کے غفران کی بخشش کی بات کرتے ہیں جو بندے اور اُس کے مولا کے درمیان ہوں، پس حدیث محمول ہوگی:

إِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ، وَ إِنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَ إِنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ (٥٩)

یعنی، بے شک اسلام مٹاتا ہے جو ماقبل واقع ہوا اور بے شک ہجرت مٹاتی ہے جو پہلے صدور ہوا اور بے شک حج مٹاتا ہے جو پہلے کیا۔

(یعنی یہ حدیث شریف) چھوٹے گناہوں کے مٹنے پر محمول ہے اور احتمال ہے کہ یہ دونوں کبیرہ کو بھی مٹا دیتے ہوں جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں بشرطِ توبہ، ہم نے یہ باتیں اُصول دین میں جانی بھی ہیں پس ہم نے مجمل کو مفصّل کی طرف پھیر دیا اور شارحین کا اِس پر اتفاق بھی ہے۔

اور ایک اور شارح نے جو کہ ہمارے علماء سے ہیں فرمایا بے شک اسلام مٹا دیتا ہے جو کچھ ماقبل ہوا کُفر و عصیان سے اور جو کچھ مُرتّب ہوا سزاؤں وغیرہ سے جو کہ اللہ کے حقوق تھے۔ جب کہ حقوق العباد پس وہ حج و ھجرۃ ساقط نہیں ہوتے اور اِس پر اجماع ہے۔

٥٨۔ كتاب الميسّر فى شرح مصابيح السنّة، كتاب الإيمان، برقم: ٢٦، ١/٤٤

٥٩۔ الترغيب و الترهيب، كتاب الحجّ، باب الترغيب فى الحجّ و العمرة، برقم: (١٦٨٨)۔٤، ٢/٧٠۔ أيضاً صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب كون السلام يهدم ما قبله إلخ، برقم: ٢٣٦/١٩٢۔ (١٢١)، ص٧٨۔ أيضاً صحيح ابن خزيمة، كتاب المناسك، باب ذكر البيان أن الحجّ يهدم إلخ، برقم: ٢٥١٥، ٢/١٢٠٣

اور اسی طرح قاضی عیاض (٦٠) سے بھی منقول ہے ''بے شک صرف صغیرہ گناہوں کا معاف ہونا اہلِ السُّنّۃ کا مذہب ہے اور کبائر نہیں مٹائے جاتے مگر توبہ سے، یا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے، اس کو علامہ ابن حجر مکی نے بھی ذکر کیا ہے۔

اور علامہ ابن عبد البر نے فرمایا ''گناہوں کی تکفیر (مٹایا جانا) صغائر کے ساتھ خاص ہے'' اور فرمایا ''جس نے (صغائر کے ساتھ) کبیرہ گناہوں کو شامل کیا اُس نے غلط کیا'' اِسی طرح امام سیوطی (٦١) نے ''حاشية البخاری'' میں ذکر کیا۔

اور رہی وہ بات کہ جس کو حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے حج میں علماء کے اختلاف سے ذکر کی کہ حج صغیرہ و کبیرہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے یا صرف صغیرہ گناہوں کو اور حقوق العباد ساقط ہوتے ہیں یا نہیں؟ (٦٢) تو مناسب یہ ہے کہ اس اختلاف کو بعض کبائر پر محمول کیا جائے اور حقوق العباد کی کسی ایک قسم پر جیسا کہ ہم نے تفصیلی طور پر بیان کیا۔ تاکہ مقامِ اجماع میں نزاع اٹھ جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو سب کو اپنے مغفورین میں سے کر دے اور سلام ہو مُرسلین (رسولوں کی جماعت) پر اور سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے جو مالک سارے جہان والوں کا۔

تمت بحمد اللّٰه و بعونه

و صلى اللّٰه على خيرِ خَلقِهٖ سيدنا محمد و آلِهٖ و أصحابه أجمعين

٦٠۔ إكمال المعلّم بفوائد مسلم، للقاضى عياض، كتاب الطّهارة، باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء، برقم: ٣٢۔ (٢٤٤)، تحت الحديث: فغسل وجهه خرج من وجهه إلخ، ٢/٤١

٦١۔ التوشيح على الجامع الصحيح میں فقیر نے نہ پایا البتہ امام سیوطی علیہ الرحمہ کا حاشیہ جو مسلم پر ہے بنام الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج (كتاب الحجّ، باب فى فضل الحجّ و العمرة يوم عرفة، برقم: (٣٢٧٨) ٤٣٨۔ (١٣٥٠)، ٣/٣٦٠) کے تحت بحوالہ امام قرطبی علیہ الرحمہ نظر آیا جو قدرے تغیر کے ساتھ مرقوم ہے۔ علاوہ ازیں اسی کے كتاب الطهارة (باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء، ١/٤٠٧) میں امام سیوطی علیہ الرحمہ کا قول جو اس مسئلہ میں ملا علی القاری علیہ الرحمہ کے قول کو تقویت دیتا ہے وہ یہ ہے کہ تحريك الرأس استهزاء بالمسلم لكن فى تكفيره بالوضوء وقفه لأنه حق ادميّ و ربما تكون كبيرة و الوضوء لا يكفر إلا الصغائر، یعنی مسلمان کی ہتک کرتے ہوئے سر کو ہلانا (جو کہ گناہ ہے اور حقوق العباد سے متعلق ہے) لیکن اس کی معافی کو موقوف رکھا گیا ہے کیونکہ یہ آدمی کا حق ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور وضو نہیں مٹاتا مگر صغیرہ گناہوں کو۔

٦٢۔ قوة الحجاج فى عموم المغفرة للحجاج للعسقلانى، ص٨٦

مآخذومراجع

☆ **الأوامر و النواهي،** للإمام الحسين بن المبارك بن يوسف الموصلي (ت٧٤٢ھ)، تحقيق: محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشافعي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ- ١٩٩٨م

☆ **إتقانُ مايَحسُن** مِنَ الأخبار الواردة عَلَى الألسُن- للغزّي، نجم الدّين محمد بن محمد بن محمد (١٠٦١ھ)، علّق عليه الدّكتور يحيٰ مراد، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٥٢ھ-٢٠٠٤م

☆ **الإحُسَان** بتَرُتِيب صَحِيُح ابن حبان، رتّبه الأمير علاؤالدين على بن بلبان الفاسي (ت٧٣٩ھ)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الثّانيّة ١٤١٧ھ- ١٩٩٤م

☆ **إكمال المعلّم** بفوائد مسلم، للإمام أبى الفضل عياض بن موسىٰ عياض (ت٥٤٤ھ)، تحقيق الدكتور يحيىٰ اسماعيل، دار الوفاء المنصوره، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩ھ- ١٩٩٨م

☆ **أنوار الحُجج** فى أسرار الحِجج، تحقيق أحمد الحجى الكردى، دار البشائر الإسلامية، بيروت، ١٤٠٨ھ- ١٩٨٨م

☆ **البدر الطّالع** بمحاسن من بعد القرن السّابع، للشّوكاني، محمد بن على بن محمد (ت١٢٥٠ھ)، دار ابن كثير، بيروت، الطّبعة الثانية ١٤٢٩ھ- ٢٠٠٨م

☆ **التّاج المكلّل** من جواهر مآثر الطراز الآخر و الأوّل، لأبى طيّب، صديق بن حسن القنوجى (ت١٣٠٧ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٤ھ- ٢٠٠٣م

☆ **تُحفَةُ الأشُرَاف** بمعرفة الأطراف- للمُزّى، الحافظ جمال الدّين أبى الحجّاج يوسف بن عبد الرّحمٰن (ت٧٤٢ھ)- تعليق عبدالصّمد شرف الدّين، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ- ١٩٩٩م

☆ **الترغيب وا لترهيب،** للإمام زكى الدين عبد العظيم بن عبد القوى المنذرى، تحقيق: سعيد محمد اللحام، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١ھ- ٢٠٠٠م

☆ **تفسيرُ الطّبُرى-** لابن جرير، الإمام أبى جعفر محمد بن جرير(ت٣١٠ھ)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الرّابعة ١٤٢٦ھ- ٢٠٠٥م

☆ **تفسيرُ القُرُطبِى**= الجَامع لأحكام الُقران-

☆ **تهذيب الكمال** فى أسماء الرجال، للحافظ المتقن جمال الدين أبى الحجاج يوسف المزنى (ت٧٤٢ھ)، حققه و علق عليه الدكتور بشار عدّاد معروف، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٣ھ- ١٩٩٢م

☆ **الجَامِعُ الصَّحِيُح** هو سُنَن التّرمذى- للإمام أبى عيسى محمد بن عيسى التّرمذى (ت٢٧٩ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢١ھ-٢٠٠٠م

☆ **الجَامِعُ لِشُعُبِ الإيمان-** للبيهقى، الإمام أبى بكر أحمد بن الحسين الشّافعى (ت٤٥٨ھ)، تحقيق الدّكتور عبد العلى عبد الحميد حامد، مكتبة الرُّشد،الرّياض، الطّبعةالأولىٰ١٤٢٣ھ-٢٠٠٣م

☆ **حاشية السيوطى** على السنن النّسائى، للإمام جلال الدين عبد الرحمن بن أبى بكر السيوطى (ت٩١١ھ)، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩ھ- ١٩٩٩م

☆ **خَزَائِنُ العِرفان-** لصدر الأفاضل، السّيّد محمد نعيم الدّين الحنفى (ت ١٣٦٧ھ)، المكتبة الرّضوية، كراتشى

☆ **خلاصة الأثر** فى أعيان القرن الحادى عشر، لمحمد بن فضل الله المحبّى، دار صادر، بيروت

☆ **الديباج** على صحيح مسلم بن الحجّاج، للحافظ جلال الدين عبد الرحمٰن بن أبى بكر السيوطى (ت٩١١ھ)، اعتنى بالديباج محمد عدنان درويش، شركة دار الأرقم، بيروت

☆ **سُنَن إبن مَاجَة-** للإمام أبى عبد اللّٰه محمد بن يزيد القَزُوِينى (ت٢٧٣ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت،الطّبعة الأولىٰ ١٤١٩ھ- ١٩٩٨م

☆ **سُنَن التّرمذى،** للإمام أبى عيسى محمد بن عيسى التّرمذى (ت٢٧٩ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢١ھ-٢٠٠٠م

☆ **السنن الصّغرىٰ،** للإمام الحافظ أبى بكر أحمد بن الحسين ابن على البيهقى (ت٤٥٨ھ)، تخريج و تحقيق خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ- ١٩٩٩م

☆ **السنن الصّغير،** للإمام الحافظ أبى بكر أحمد بن الحسين ابن على البيهقى (ت٤٥٨ھ)، دار الوفاء للطباعة و النشر و التوزيع، مصر، الطبعة الأولىٰ ١٤١٠ھ- ١٩٨٩م

☆ **سُنَنُ النّسائى-** للإمام أبى عبد الرّحمن أحمد بن شعيب الخُرَاسَانى (ت٣٠٣ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الثّانيّة ١٤٢٤ھ - ٢٠٠٣م

☆ **الشّذرة** فى الأحاديث المشتهرة- لابن طُولُون، أبى عبداللّٰه محمد بن على بن محمد الصّالحى (ت٩٥٣ھ)، تحقيق كمال بن بسيونى زغول، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٣ھ-١٩٩٣م

☆ **شرح صحيح مسلم-** للنّووى، الإمام أبى زكريا يحى بن شرف الشّافعى (ت ٦٧٦ھ)، تحقيق محمد فواد عبدالباقى، دارالكتب العلمية، بيروت،١٤٢١ھ-٢٠٠٠م

☆ **صَحِيُحُ ابن خُزِيُمَة،** للإمام أبى بكر محمد بن إسحاق بن خُزِيُمَة النّيسابُورى (ت٣١١ھ)، تحقيق وتعليق الدّكتور محمد مصطفىٰ الأعظمى، المكتب الإسلامى، بيروت، الطّبعة الثّالثة ١٤٢٤ھ- ٢٠٠٣م

☆ **صَحِيُحُ الُبُخَارِىُ-** للإمام أبى عبد اللّٰه محمد بن إسماعيل الجُعفى (ت٢٥٦ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ١٤٢٠ھ- ١٩٩١م

☆ **صَحِيُح مُسُلِم-** للإمام أبى الحسين مسلم بن الحجاج القشيرى (ت٢٦١ھ)،

دارالأرقم، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠١م
☆ **طرب الأماثل** بتراجم الافاضل، للعلامة محمد عبد الحی اللکونوی (ت١٣٠٤ھ)، المکتبة الحنفیة، پاکستان
☆ **الضُّعَفَاءُ الْکَبِیُر۔** للعُقَیلی، الحافظ أبی جعفرمحمد بن عمر المکّی (ت٣٢٢ھ)، تحقیق الدّکتورعبدالمُعطِی أمین قلعجی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٠٤ھ۔ ١٩٨٤م
☆ **فَتْحُ البَاری** شرح صحیح البخاری۔ للعسقلانی، الحافظ أحمد بن علی بن حجر الشّافعی (ت٨٥٢ھ)، تحقیق الشّیخ عبدالعزیز بن عبداللّٰہ، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الثّالثة ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م
☆ **فتح القدیر** لابن الهمام، الإمام کمال الدّین محمد بن عبد الواحد الحنفی (ت٨٦١ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعه الأولیٰ ١٤١٥ھ۔ ١٩٩٥م
☆ **قوة الحجّاج** فی عموم المغفرة للحجاج، للإمام الحافظ ابن حجر العسقلانی (ت٨٥٢ھ)، دار القبلة للثقافة الإسلامیة، جدة، الطبعة الأولیٰ ١٤١٣ھ۔ ١٩٩٣م
☆ **فِرْدُوْسُ الْأَخبَار** بمأثورالخطاب المخَّرج علی کتاب الشّهاب۔ للدّیلمی، الحافظ شیرویه بن شهردار بن شیرویه (ت٥٠٩ھ) ، دار الفکر، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م
☆ **الفوائد البهیّة** فی تراجم الحنفیّة، للعلاّمة محمد عبد الحی اللکونوی (ت١٣٠٤ھ)، المکتبة الحنفیة، پاکستان
☆ **الکامِل** فی ضعُفَاء الرِّجال۔ لابن عدی، الحافظ أبی أحمد عبداللّٰہ الجرجانی (ت ٣٦٠ھ)، تحقیق الشّیخ عادل أحمد والشّیخ علی محمد معوّض، دارالکتب العلمیة، بیروت الطّبعة الأولیٰ ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م
☆ **کتابُ التّاریُخ الکبیر۔**للبُخاری، الإمام محمد بن إسماعیل الجُعفی (ت٢٥٦ھ)، تحقیق مصطفی عبد القادرأحمد عطا، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م
☆ **کتاب المیسّر** فی شرح مصابیح السنّة، للإمام أبی عبد الله فضل الله بن الصدر الإمام السعید تاج الملة و الدّین الحسن التوربشی (ت٦٦١ھ)، تحقیق: دکتور عبد الحمید هنداوی، مکتبة نزار مصطفی الباز، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م
☆ **کشف الأستار** عن زوائد البزّار علی الکُتُب السِّتَّة۔ للهیثمی، الحافظ نور الدین علی بن أبی بکر (ت٨٠٧ھ)، تحقیق حبیب الرّحمٰن الأعظمی، مؤسّسة الرّسالة، الطّبعة الأولیٰ ١٤٠٤ھ۔ ١٩٨٤م

☆ **کنزالإیمان** فی ترجمة القران، لإمام أهل السنّة، الإمام أحمد الرّضا بن نقی علی خان القادری الحنفی (ت١٣٤٠ھ)، مکتبة رضویة، کراتشی
☆ **مَجْمَعُ الزَّوَائِد** ومنبع الفوائد۔ للهیثمی، نورالدین علی بن أبی بکر المصری (ت٨٠٧ھ)، تحقیق عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیة، بیروت الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م
☆ **مجموعه** رسائل ابن عساکر، للإمام الحافظ أبی القاسم علی بن الحسن بن هبة الله الشافعی المعروف بابن عساکر (ت٥٧١ھ)، تحقیق و تعلیق: أبی عبد الله مشعل بن بانی الجیرین المطری، دار ابن حزم، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م
☆ **مُخْتَصر زَوَائِد مُسنَد البزّاز** علی الکُتُب السِّتَّةِ ومُسند أحمد۔ للعسقلانی، الحافظ شهاب الدّین أبی الفضل أحمد بن علی ابن حجر (ت٨٥٢ھ)، تحقیق صبری بن عبدالخالق أبی ذر، مؤسّسة الکتب الثّقافة۔ بیروت، الطّبعة الثّالثة ١٤١٤ھ۔ ١٩٩٣م
☆ **المُسْند،** للإمام أحمد بن حنبل (ت ٢٤١ھ)، المکتب الإسلامی، بیروت
☆ **مُسْنَدأبی یعلیٰ۔** للإمام أبی یعلی أحمد بن علی الموصلی (ت٣٠٧ھ)، تحقیق الشّیخ خلیل مأمون شیحا، دار المعرفة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٦ھ۔ ٢٠٠٥م
☆ **مُسنَد عبدُ بن حُمید** (المنتخب)، للإمام الحافظ أبی محمد عبد بن حُمید (ت٢٤٩ھ)، تحقیق السیّد صبیحی البدری السّامرائی ومحمود محمد خلیل الصّعیدی، عالم الکتب، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٠٨ھ۔ ١٩٨٨م
☆ **المُعْجَمُ الْأَوْسَط۔** للطّبرانی، للإمام أبی القاسم سلیمان بن أحمد (ت٣٦٠ھ)، تحقیق محمد حسن محمد حسن الشّافعی، دارالفکر، ودار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩٩م
☆ **المُعْجَمُ الْکَبِیُر۔** للطّبرانی، الإمام أبی القاسم سلیمان بن أحمد (ت٣٦٠ھ)، تحقیق حمدی عبد المجید السّلفی، دارإحیاء التُّراث العربی، بیروت، الطّبعة الثّانیّة ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠٢م
☆ **معجم المؤلّفین**، لعمر رضا کحالة، دار إحیاء التراث العربی، بیروت
☆ **مُفید المفتی**، للعلاّمة عبد الأوّل بن العلاّمة کرامت علی الصّدیقی الجُونفوری الحنفی، مکتبة عثمانیة، کوئتة
☆ **المقاصد الحسنة** فی بیان کثیر من الأحادیث المشتهرة علی الألسنة۔ للسّخاوی، شمس الدّین محمد بن عبدالرّحمٰن الشّافعی (ت٩٠٢ھ)، صحّحه وعلّق حواشیه عبداللّٰہ محمد الصدّیق، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٠٧ھ۔ ١٩٨٧م
☆ **الموضوعات**، للإمام أبی الفرج عبد الرحمن بن علی ابن الجوزی (ت٥٩٧ھ)، خرج اٰیاته و أحادیثه، توفیق حمدن، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثانیة ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣
☆ **الهِدَایة** شرح بِدایة المُبتدیٰ۔ للمرغینانی، برهان الدّین أبی الحسن علی بن أبی بکر الحنفی (ت٥٩٣ھ)، تعلیق محمد عدنان درویش، دارالأرقم، بیروت

نوٹ !!

☆...... منی آرڈر کی فیس زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ کو سہولت دی گئی ہے کہ آپ ایک منی آرڈر پر ایک سے زیادہ ممبران کی فیس ایک ساتھ بھیج سکتے ہیں۔

☆...... ممبر شب حاصل کرنے کے لئے علیحدہ فارم کی ضرورت نہیں، آپ اسی فارم کو پُر کر کے بھیج سکتے ہیں۔

☆...... زیادہ ممبران ہونے کی صورت میں اس فارم کی فوٹو کاپی بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

☆...... تمام ممبران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ فارم جلد از جلد پُر کر کے روانہ کر دیں زیادہ تاخیر کی صورت میں کتاب نہ ملنے پر شکایت قابل قبول نہ ہوگی۔

☆...... اپنا ایڈریس مکمل اور صاف تحریر کر کے روانہ کریں ورنہ ممبر شپ حاصل نہ ہونے پر ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

☆...... پرانے ممبران خط کے علاوہ منی آرڈر پر بھی اپنا ممبر شپ نمبر ضرور تحریر کریں۔

☆...... اپنا رابطہ نمبر بھی ضرور تحریر کریں۔

☆...... سال 2012ء کی ممبر شپ حاصل کرنے کے خواہش مند افراد دسمبر 2011ء تک اپنا ممبر شپ فارم جمع کرا دیں بصورت دیگر ممبر شپ کا حصول مشکل ہوگا۔

☆...... براہِ کرم منی آرڈر جس نام سے روانہ کریں، خط بھی اسی نام سے روانہ کریں تا کہ خط اور منی آرڈر کے ضائع ہونے کا امکان نہ رہے۔

محترم المقام جناب.............................. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت ہر ماہ ایک مفت کتاب شائع کرتی ہے جو کہ پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے گزشتہ دنوں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے آئندہ سال 2012ء کے لئے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے جس کے تحت ممبر شپ حاصل کرنے کی فیس -/100 روپے سالانہ ہی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

اس خط کے ذریعے آپ سے التماس ہے کہ آپ اس خط کے آخر میں دیئے ہوئے فارم پر اپنا مکمل نام اور پتہ خوشخط لکھ کر ہمیں منی آرڈر کے ساتھ ارسال کر دیں تا کہ آپ کو نئے سال کے لئے جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کا ممبر بنالیا جائے۔ صرف اور صرف منی آرڈر کے ذریعے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول ہوگی، خط کے ذریعے نقد رقم بھیجنے والے حضرات کو ممبر شپ جاری نہیں کی جائے گی۔ البتہ کراچی کے رہائشی یا دوسرے جو حضرات دستی طور پر دفتر میں آکر فیس جمع کروانا چاہیں تو وہ روزانہ شام 5 بجے سے رات 12 بجے تک رابطہ کر سکتے ہیں، ممبر شب فارم جلد از جلد جمع کروائیں۔ دسمبر تک وصول ہونے والے ممبر شپ فارم پر سال کی پوری 12 کتابیں ارسال کی جائیں گی البتہ اس کے بعد موصول ہونے والے ممبر شپ فارمز پر مہینے کے اعتبار سے بتدریج ایک ایک کتاب کم ارسال کی جائے گی مثلاً اگر کسی کا فارم جنوری میں موصول ہوا تو اسے 11 کتابیں اور اگر کسی کا فروری میں موصول ہوا تو اسے 10 کتابیں ارسال کی جائیں گی۔

نوٹ: اپنا نام، پتہ، موجودہ ممبر شب نمبر (منی آرڈر اور فارم دونوں پر) اردو زبان میں نہایت خوشخط اور خوب واضح لکھیں تا کہ کتابیں بروقت اور آسانی کے ساتھ آپ تک پہنچ سکیں۔ نیز پرانے ممبران کو خط لکھنا ضروری نہیں بلکہ منی آرڈر پر اپنا موجودہ ممبر شپ نمبر لکھ کر روانہ کر دیں اور خط لکھنے والے حضرات جس نام سے منی آرڈر بھیجیں خط بھی اسی نام سے روانہ کریں۔ منی آرڈر میں اپنا فون نمبر ضرور تحریر کریں۔ تمام حضرات دسمبر تک اپنا فارم جمع کرا دیں۔

ہمارا پوسٹل ایڈریس یہ ہے: فقط

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔ 74000

سید محمد طاہر نعیمی (معاون محمد سعید رضا)

شعبہ نشر و اشاعت 021-32439799

0321-3885445

....

نام.. ولدیت ....

مکمل پتہ..

....

فون نمبر.. سابقہ سیریل نمبر ....

نوٹ: ایک سے زائد افراد ایک ہی منی آرڈر میں رقم روانہ کر سکتے ہیں اور فارم نہ ملنے کی صورت میں اس کی فوٹو کاپی استعمال کی جاسکتی ہے۔